

# داخل مسجد اذان خطبہ خلاف سنت

از  
علی حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واٹر روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ روڈ وٹاڈا سٹریٹ، کھڑک ممبئی ۹

یہ رسالہ مبارک جس میں داخل مسجد اذانِ خطبہ کے محروہ و غلاوٹ سنت ہونے کا روشن بیان ہے۔ اور عموماً ہر اذان کا خصوصاً اذانِ ثانی جو کہ کابیر دن مسجدِ سنتِ نبویہ و سنتِ صدیقیہ و سنتِ فاروقیہ ہونا کا شمس فی نصف النہار روشن و عیاں ہے۔ اس نادرونیاپ رسالہ مقدس کے حضور امپوری مولوی صاحبوں کا فتوائے خلاف واضح البطلان ہے۔

انرا فادات مبارکہ

حضور پر نور تاج الفحول الکاملین شیخ الاسلام و المسلمین راسل العلماء الکرامین  
 علی حضرت عظیم البرکت عید و اعظم دین و ملت مولانا مولوی حافظ قاری الحاج  
 مفتی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیام

حضرت اسد اللہ مولانا مولوی حافظ قاری مفتی علاء ابو الطغر حبیب الرضا  
محمد محبوب علی صاحب سنی حنفی، قادری، رضوی مجیدی لکھنوی دام ظلہ العالی

رضا کیسٹوی

فیض و عطر اعلیٰ شاہ ولی اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
فیض و عطر اعلیٰ شاہ ولی اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**QASID KITAB GHAR**  
 Mohammad Hanif Razvi Nagarchi  
 Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,  
 BIJAPUR-586104, (Karnataka)

## يَا فَتَا ح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَتُصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
گرامی برادران اہلسنت وجماعت کثرکم اللہ تعالیٰ ولیدکم نصر عزیزاً۔ آج فقیر جو آپ کی  
خدمت میں اذانیوں کا ایک فتویٰ مجہ استفتاء پیش کرتا ہے جس میں مفتی، مفتیوں  
نے اپنے خیال سے اعلیٰ درجہ کے دلائل پیش کئے ہیں جو قابل ملاحظہ ہیں اور اس کے بعد  
آستانِ رضوی دارالافتاء بریلی کا وہ مبارک و مقدس مضمون ہدیہ ناظرین کرتا ہے جس میں  
اذانیوں کے اس فتوے کی قلمی کھولی اور حقیقت واضح کی گئی ہے اور اس فتوے کی ہی عبارتوں  
سے مسجد کے اندر اذان کا مکروہ ہونا بیان فرمایا ہے عجیب و غریب مضمون ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ  
مضمون افاداتِ حضور پر نور محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آقائے نعت دریاے رحمت  
مجددِ اعظم دین و ملت شیخ الاسلام و المسلمین تاج الفحول الشکالین مولانا مولوی حافظ قاری  
الحاج مفتی شاہ علامہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی آل رسولی  
بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جن کو اکابرِ اعلیٰ و مشائخِ مدینہ طیبہ و محکمہ نے اپنا امام  
و فخر و پیشوا و شیخ اور اس صدی کا مجدد مانا جن سے احادیث و سلاسل کی سندیں حاصل کیں جن سے  
شرفِ تلمذ حاصل کرنے پر فخر کیا۔ ہندوستان کے صدر الافاضل و استاذ العلماء نے جن سے  
اجازتیں لیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت  
میں اس صدی کا مجدد و خلق فرمایا اور ان کے ذریعہ اس دور پر شر و فتن میں دین پاک  
کا اجاگر فرمایا۔ انہیں مسائل میں سے جن کی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تحدید  
فرمائی گئی۔ ایک مسئلہ اذان ہے اور خاص اس مسئلہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے متعدد رسائل ہیں مثلاً مشائخ العبدین فی عمل اللہ و بازاء المنبر۔ اور  
وقایۃ اهل السنة اور سلامت اللہ لاهل السنة اور اذنی البعۃ فی اذانت

QASID KITAB GHAR

Mohammad Hanif Razvi Nagarchi  
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,  
BIJAPUR-536104, (Karnataka)

یوم الجمعة اور فیصلہ اذان کا حق نما فیصلہ وغیرہ وغیرہ جن کے جواب سے تمام اذانی عاجز و  
مبہوت رہے اور میں اور میں گئے اور مجروح و ضد کا یہی کافی ثبوت ہے جو اس رامپوری  
فتوے کا جواب پڑھ کر اس کی تمام کاروائیاں، چالبازیاں معلوم کر کے واضح ہو گا۔ مگر  
انصاف و حق پسندی شرط ہے۔ سگ رضوی فقیر حقیر محب غفرلہ رہے

## استفتاء و محتاجات مسلمانین ہندی بھیت

سب مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ تمام ممالک مکہ معظمہ مدینہ منورہ و ہندوستان و  
خراسان و ترکستان و ایران و مصر و شام و روم و غیرہ میں تیرہ سو برس سے جمعہ کے روز خطیب کے  
قریب منبر کے سامنے اندر مسجد کے اذان دوسری واسطے خطبے کے کہی جاتی ہے اور کبھی اس کے  
خلاف کسی نے زبان نہیں کھولی۔ اب اگر کوئی عالم صاحب یہ فرمائیں کہ یہ اذان اندر مسجد کے  
مکروہ ہے کیسے مانی جائے۔ خیر انہوں نے اگر مکروہ کہا تو یہ ان کا اجتہاد ہے۔ افسوس اور  
رونے کی یہ بات ہے کہ اذان منون کو جو مسجد کے اندر کہی جاتی ہے وقت خطبہ کے جس پر تمام  
مسلمانوں کا اتفاق ہے بعض پیروان کے گناہ کہہ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں کو ترک کتب  
گناہ کہہ کر دیا۔ اب ہم ایک فتویٰ علماء رامپور کا چھوڑ کر آپ صاحبوں کے ملاحظہ کیواسطے پیش کرتے  
ہیں۔ اس فتوے میں صاف لکھا ہے کہ اذان خطبہ کی اندر مسجد کے منون ہے اور اسی طرح علماء لکھنؤ  
غیرہ کے چند فتوے آئے ہیں (مگر لکھنؤ وغیرہ کے فتوے حیدرآباد میں ہیں) کیا فرماتے ہیں علمائے  
دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اذان ثانی خطبہ کی داخل مسجد قریب منبر کے جائز ہے یا  
نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو کیا خارج از مسجد ہونا چاہیے اور آجنگ علماء و مفتیان کا مختار و مذہب حق کیا ہے  
اور اب علماء کس طرح پر اذان ثانی خطبہ کی اپنی اپنی مساجد میں کہلاتے ہیں آیا اندر مسجد کے یا خارج  
از مسجد بیٹوایا لدلیل و توجہ و امن و بجلیل۔ فتویٰ علمائے رامپور جزائیم اللہ تعالیٰ عنہم

الجواب واللہ سبحنہ و تعالیٰ موفق للصدق والصواب اذان ثانی جو وقت بیٹھنے امام کے  
منبر پر واسطے خطبہ پڑھنے کے ہوتی ہے اور مسجد میں امام کے سامنے منبر کے پاس ہوتی ہے اور یہی طریقہ



منون سلف و خلف کا ہے۔ زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الی یومنا ہذا امرجہ چلا آتا ہے وہ مسجد میں امام کے سامنے منبر کے پاس ہوتی ہے اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا ہے تو اس کا علماء محققین نے رد کیا ہے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ امر جمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے عن معاذ بن عمر اور مؤذنین ان یؤذنا الناس الجمعة خارجا من المسجد حتی یسمع الناس و امرات یؤذنت بین یدی کہا کان فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی بکو ثم قال عمر بن الخطاب ما لک من المسلمین انتہی فتح الباری شرح صحیح بخاری اور چونکہ مشہور روایت ایجاد اذان علی الزوراء حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے لہذا علامہ ابن حجر نے اس طرح تطبیق دی کہ مجمع بات الذی ذکرہ عطاء هو الذی کان فی زمانہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واستمر علی عہد عثمان ثم رأی ان تجعلہ اذانا وان یکون علی معان عال فضل ذلک نسب الیہ لکونہ بالفاظ الاذان وتوکل ما کان فعل عمر لکونہ مخرج اعلام انتہی عن الزہری کات بلال یؤذنت اذ جلس النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المنبر فاذا انزل اقام وقد تقدم نحو فی مرسلاً محولاً قریباً قل بالمعجل بالحکمة فوجعل الاذان فی هذا المجل ليعرف الناس بجلوس الامر على المنبر فيصوتون له اذا خطب كن اقال وفيه نظر فان فی سياق ابن سنی عند الطبرانی وخبرہ عن الزہری فی هذه الحديث ان بلالا كان یؤذنت علی باب المسجد علامہ ابن حجر اس شبہ روایت ابن اسحق کا یہ جواب دیتے ہیں فالظاهر انه كان لطلق الاعلام لاخصوص الاذانت لغير بلال زید الاذانت الاول حالت للاعلام و كان الذی بین یدی الخطیب للانصات انتہی فتح الباری والیضا فیہ فلیتین بما مضی ان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد ثلث اعلام الناس بدخول وقت الصلوة قیاساً علی بقیة الصلوة فالحق الجمعة بها والحق خصوصیتها بالاذان بین یدی الخطیب انتہی اور محقق علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فلما كان عثمان وكثير الناس ذاد النداء الثالث على الزوراء کے ماتحت میں تحریر فرماتے ہیں كثرة الناس ان الموسون بالمدينة و صار ذلك الاذان الذي بين يدي الخطيب لا يسمعه جميع اهل المدينة قاله ابن حجر اول ما ظهرت البدعة نبي ما قبل هذا اول البدع وهو ترك التكبير وهو الظاهر لاستبعاد سماع اهل المدينة جميعهم الا الذي بين يدي عليه الصلوة والسلام زاد في

عثمن النداء الثالث ای حد و ثاوان حالت الواقعة اولاً ثم بعد ذلک اذات اخر قد یامع کافاً فی المعایج ای فامر عثمان ان یؤذنت اول الوقت قبل ان یصعد الخطیب المنبر کما فی نمرات انتہی و ایضاً قال و اما الذی نقله بعض المأکبة عن ابن القاسم عن مالک انه فی زمنہ علیہ الصلوة والسلام لم یکن بین یدیہ بل علی المنارة ونقل ابن عبد البر عن مالک ان الاذات بین یدی الامام لیس من الامر القدیم وما ذکر محمد بن اسحق عند الطبرانی وغیرہ فی هذه الحديث ان بلالا كان یؤذنت علی باب المسجد فقد ناذرہ کثیرون ومنهم جماعة من المأکبة بان الاذان انما كانت بین یدیہ علیہ الصلوة والسلام کما اقتضت رواية البخاری هذه و لیس فی رواية البخاری ما یقتضی شیئاً من ذلک لکن یکن الجمع بین القولین بان الذی استقر اخر الامر هو الذی کان بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاذان انتہی و فی الدار المختار و یؤذنت ثانیہ بین یدیہ ای الخطیب قال المحقق الشافعی علی سبیل التنبیه کما یتضح من علامہ انتہی و هكذا فی کتب التحریر و النقص و کثرت و من وجہ و ما لک و من و غیرہا هذا صورة الجواب و الیہ المراجع و الباب فقه العبد المذنب محمد عبد القادر جلال متوفی عنہ

محمد عبد القادر جلال

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى وعن من التزم متابعة المصطفى عليه افضل الصلوة والسلام وعلى آله الكرماء و المحابيه الرجاء اما بعد۔ از جانب فقیر خدام بارگاہ احمدی محمد سلامت اللہ علی عنہ واضح ہو کہ ہمارے یہاں عمل در آمد اس پر ہے کہ جمعہ کے دن اذان ثانی خطیب کے سامنے منبر کے پاس مسجد کے اندر ہوتی ہے فقط

الوالد الذی یؤذنت

جمعہ کے روز خارج مسجد جو اذان ہوتی ہے وہ اذان اول ہے جو زمانہ حضرت عثمان میں مقام زور پر ہوتی ہے اور اذان ثانی جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے وہ تمام روایات فقہ اور روایات احادیث اسی تفریق میں کلام کے سامنے ہے اور روایات اور نصوص ظاہرہ شاہدیں کہ داخل مسجد جیسا کہ علامہ حبیب نے نقل فرمایا ہے واللہ سبحانہ اعلم و علامہ و احکم خدام الطہر محمد زور علی عنہ مدرس مدرس عالیہ درجہ حریر ریاست رامپور (محمد زور علی) عمل اہل الحرامین الشرفین و ترجیح امصار السلیین



من محمد لا علیہ السلام اذین یوم هو الاذان من بعد الخطیب اذا صعد علی المنبر علی هذا اجماع من اهل الاسلام ولا یجوز للمذاهب الاربعة فمن یتبع غیر سبیل المؤمنین فلیتهم نفسہ نزل اللہ العاقبة محمد طیب المکی عنی اللہ عنہ۔

صحیح الجواب۔ العبد محمد معز المدخل عنی عنہ مدرس سوم مدرسہ عالیہ

اصلہ واجازہ فیہ الجواب وافا خلدہ در المجیب ثم اللہ در جو فضل حق حق عنی عنہ محمد عن عنی عنی  
الجواب صحیح۔ احمد بن عنی عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ ریاست راپور بقلم خود۔

محول بزائد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین اذان ثانی وقت خطبہ قریب منبر و خطیب اذان کی گئی ہے اور اسی پر کل کا اجماع ہے اور اجماع عند اہل السنۃ و جہت ہی علاوہ حدیث مذکورہ کتب فضائل قدوری و کنز و شامی میں بھی اذان ثانی عند الخطیب مرقوم ہے۔ علی باب المسجد کالفاظ استعمال نہیں کیا گیا ہے اور باب معنی محراب بھی مستعمل ہے لہذا جواب صحیح ہے۔ سر دار احمد جریڈ بقلم خود۔ الجواب صواب و المجیب مثاب (فدای احمد رحمہ اللہ)

صد افسوس کہ زبان مادی و لے جو اپنی زبان کے عالم و فاضل مسائل دین پر غور و فکر کرنے والے وہ کون اصحاب رسول اکرم اور تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین تو ہیں یدری الخطیب و بین یدری المنبر کے معنی عنہ سے تعبیر کریں اور ایسے قریب سمجھتے چلے آئے ہوں جیسا کہ قریب منبر کہ اذان ثانی کا رواج ہے اور اس وقت کے علماء متبحر بھی کتب و احادیث و فقہ سے وہی معنی سمجھتے اور فتوے دیتے ہیں۔ اب تیرہ سو برس کے بعد ایک شخص اور اس کے پیرو یہ کہیں کہ اذان ثانی خطیب خارج مسجد ہونا سنت ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔ تو کیا کوئی عقلمند اس کو تسلیم کر لے گا۔ ان سے پوچھا جائیگا کہ بین یدری مصلیٰ متر کہیں ہو مگر ہوسا مانا اور امام کے پیچھے مقتدی صف باندھ کر کہیں ہوں مگر محض از ہو۔ بھائیو! خوب جانو یہ سنت زندہ کرنا نہ ہوگا بلکہ زندہ کو مردہ کرنا ہے اور ثواب کے بدلے عذاب میرا ہے۔ فان ما راہ المؤمنون حشاً فعوضہ اللہ حسن

المنہ  
محمد نیاز گل خاں خلی و متعم جامع مسجد علی بحیث و حکیم عبد کریم خاں

نوٹ۔ مسلمان بھائیو! اس فتوے اور محدثین کی عبارت کو آپ نے بڑھا لیکن ابھی آپ کہ نہیں معلوم کر

مسلمان بھائیو! اذان ثانی جمعہ کے باب میں تحریر خلاف کی فاش غلطیوں کی ضروری اطلاع  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحوہ و نصیحت علی رسولہ انصریم

## بہ صلاح

الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ تحریر خلاف سے خوب روشن ہو گیا کہ خلاف والوں کے ہاتھ میں مسجد کے اندر اذان کا کوئی ثبوت نہیں۔ نہ حدیث سے نہ فقہ سے اگر کچھ ہوتا تو کس دن کے لئے اٹھا رکھتے مسلمانو! اس بات کو دیکھ لو کہ دا، احمد ہیتم نے سنن ابی داؤد شریف کی صریح حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اس اذان کا امام کے سامنے دروازہ مسجد پر ہونا ہے وہ کوئی حدیث نہ لائے کہ حضور کی سنت اس اذان کا مسجد کے اندر ہونا ہے (۲) ہم نے بارہ کتب فقہ حنفی کی مشائخ صریح عبارات مع ترجمہ و حوالہ صفحات پیش کیں کہ مسجد کے اندر اذان منع ہے وہ ایک کتاب کی عبارت بھی نہ دکھائے کہ مسجد کے اندر حکم ہے (۳) مجیب کے سوا اوروں نے تو کسی کتاب کا ایک فقرہ تک نقل نہ کیا ہاں مجیب صاحب نے ایک شافعی عالم کی کتاب فتح الباری اور ایک مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ کہ کوئی فقہ کی کتاب نہیں درجیت درختا کی عبارت نقل فرمائی مگر افسوس کہ کسی کا ترجمہ نہ دکھایا جس سے ہمارے عام بھائی بھی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ ان عبارتوں میں ایک جگہ بھی تو اس کا نام تک نہیں کہ مسجد کے اندر اذان کا حکم ہے۔ عوام بھائی تو یہ دیکھیں گے کہ اوہ پولون کالم کے قریب عربی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں یہ انھیں کیا معلوم ہوگا کہ ان میں اذان کے اندر ہونے کا کہیں حکم نہیں مسئلہ کا فیصلہ تو یہیں ہو گیا۔ حدیث و کتب فقہ حنفی کے مقابل ایک مذہبی نہ دکھا سکتا اور پھر حکم نہ ماننا بلکہ الماحکم دینا جو حالت رکھتا ہے مسلمان خود اندازہ کر لیں (۴) بھائیو! جسے اعتبار نہ آئے ہم ایک سہل تدبیر بتاتے ہیں جو ہر انصاف والا فوراً قبول کر لے جناب مجیب کی خدمت میں عرض کیجئے کہ جہاں آپ نے مسئلہ لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے اتنی مہربانی اور فرمائیے کہ جتنی عبارتیں نقل کی ہیں ان کے وہ فقرے الگ لکھ کر ترجمہ کر دیجئے جن کا ترجمہ ہو کہ اذان مسجد کے اندر چاہیے جس پر خدا کو مان کر کچھ نمک مرچ اپنی طرف سے نہ لٹائیے اور ساتھ ہی ان باوقفت

جناب مجیب نے ان عربی عبارتوں میں کیا کیا لکھا ہے مسجد کے اندر اذان کہلانے کے ثبوت میں لکھا ہے یا پرمان

فقہ کی عبارت و حدیث کا ترجمہ جو خدا نے بیل میں ہے یا تو اس کی نسبت لکھ دیکھئے کہ وہ ترجمہ صحیح ہے یا اگر غلط بتائیے تو ویسا ہی مٹا ترجمہ ان کا بھی کر دیجئے۔ اگر وہ تمہاری یہ عرض قبول نہ کریں تو سمجھ جاؤ کہ معاملہ کیا ہے اور اگر ان میں تو ان سے لکھو اگر مہر کر لو کہ ان عبارتوں کے یہ صرف خالص یا محاورہ ترجمے ہیں وہ مہری ترجمے نہیں دکھاؤ۔ اگر واقعی مٹا خالص ترجمہ ہوگا تو ہمارے عام بھائی آنکھوں سے دیکھ لینگے کہ حدیث میں دروازہ مسجد پر ہونے کی صریح تصریح اور کتب قدس میں مسجد کے اندر ہونے کی صاف ممانعت ہے اور انکی عبارتوں میں مسجد کے اندر ہونے کا کہیں لفظ تک نہیں مسلمانویہ دین ہے۔ خدا اور ہٹ اور سخن پروردی کا نحل نہیں۔ دیکھو ہم نے جو تفسیر بتائی کتنا مٹا فیصلہ ہی اٹھو اٹھو اور جناب مجیب سے اسی مہری اقرار کے ترجمے لاؤ ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے، تمہاری کتب فقہ کا کیا حکم ہے اور بھائیو جسے بات کی بچ اور ہٹ پر اڑا رہا ہو کہ کاغذ پر دھوکے کی سیاہی لگی ہوئی قیامت میں پنی نجات کو کافی مانے۔ اگرچہ صاف کھل گیا کہ اس میں حق چھپایا گیا اور کل کا باگ بنایا ہے تو وہ جانے اور اس کا کام، اتنا یاد رہے کہ ایک دن اللہ رسول کو منہ دکھانا ہے جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۵۰ بھائیو! ہم تمہیں بتائیں کہ ان عبارتوں میں کیا ہے سب میں بین یعنی کا لفظ ہے یعنی یہ اذان امام کے سامنے ہونا سنت ہے بھائیو! اس کا کسے انکار تمہارے نے کہا تھا کہ امام کی پیچھے کے پیچھے ہوسا منے نہ ہو ہمارا فتویٰ دیکھ لو پہلے ہی جواب میں ہے کہ حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر ہوتی۔ دیکھو جواب میں ہے چہرہ انور کے غائب مسجد کے دروازہ پر ہوتی پھر ان عبارتوں سے دھوکا دینے کے سوا کیا حاصل ہوا۔ بھائیو! اہی لئے لو آپ کو ترجمہ نہ دکھایا ۶۰ بھائیو! یونہی جواب نہیں کہ بات آدمی کی سمجھ میں نہ آئے مگر وثن بیانوں سے سمجھا دینے کے بعد بھی التا چلنا ضرور شان و مہمانی کے خلاف ہے ہم نے اپنے فتوے میں کھو کر سمجھا دیا تھا کہ دیکھو حدیث میں بین یہی ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد یعنی چہرہ انور کے مقابل دروازے پر ہوتی تھی، بس اسی قدر بین یہی کہ لئے درکار ہے اور نہ صرف حدیث بلکہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

مسجد کے سنت ہونے کا بیان کیا ہے عربی عبارتیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اگرچہ معنی صاحب نے عجلت کی بنا پر

۱۳۳۲ھ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قول مبارک (مسی باسم تاریخی اونی للہ تعالیٰ فی اذان یوم الحجۃ وغیرہ وغیرہ) میں قرآن عظیم کی متعدد آیات سے بین یہی کے معنی واضح فرمائے تھے فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے لعلہ ما بین ایدیکم وما خلفکم اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ یہ مٹی و مستقبل متصل سے مخصوص نہیں بلکہ ازل تا ابد سب اس میں داخل ہے (۲) یونہی ملائکہ کا قول نقل فرمایا لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یہ تمام ماضی و مستقبل بحال سب کو شامل ہے، ہاں ایسی جگہ عرفاً بنظر قرآن حالیہ ایک نوع قرب ہر شے کے لائق مستفاد ہوتا ہے نہ اتصال کہ خواہی خواہی وقوع فی المسجد پر دلیل ہو قال اللہ تعالیٰ وھو الذی یسل الویاح بشر بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت معاباً لھا لاسقنہ لبلد مہیت فافزلنا بہ الماء یعنی اللہ ہے کہ بھجنا ہے ہوا میں خوشی کی خبر لاتی۔ باران رحمت کے آگے یہاں تک کہ جیسا نھوں نے اچھا ہے بوجھل بادل ہم نے اسے رواں کیا کسی مردہ شہر کی طرف تو اتارا اس سے پانی۔ بین یہی نے قرب مطر کی طرف اشارہ فرمایا مگر یہ نہیں کہ ہوا میں چلتے ہی پانی معازے بلکہ ہوا میں جلیں اور بادل اٹھے اور بوجھل پڑے اور کسی شہر کو چلے وہاں پہنچ کر بر سے وقال تعالیٰ ان ھو الاذین یولکم یدی یدی عذاب شدیدہ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نہیں مگر تمہیں ڈرسانے والے ایک سخت عذاب کے آگے۔ آیت نے قرب قیامت کا اشارہ فرمایا نہ یہ کہ بعثت کے برابر ہی قیامت ہے پھر اس کا قرب اس کے لائق ہے تیرہ سو تیس اور اب تیرہ سو پینتالیس برس گزر گئے (ادب اب تیرہ سو چھیاسٹھ ہو گئے) ۱۳۳۲ھ اور ہنوز وقت باقی ہے۔ پس جو اذان در مسجد پر یا فناء مسجد کی کسی زمین میں جہاں تک محال نہ ہو محاذات امام میں دی جائے اس پر ضرور بین یہی صادق ہے (نتیجہ حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین و ملت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان آیات کریمہ سے

ترجمہ نہیں کیا ہے مگر انھوں نے اپنے دلی کو کچھ ثابت کیا ہوگا امداد و میں جو لکھا ہے وہ تو انکی کے موافق ہے

ان کے بہت امثال کی طرف متنبہ فرمایا تھا جو قرآن عظیم میں بکثرت ہیں یہ فتویٰ بھی جناب مجیب نے دیکھا اور افسوس کہ آیات و روایات کا بھی لحاظ نہ کیا۔ قرآن و حدیث سب کے خلاف دہی اپنی ضد رکھی کہ بین یدید کے معنی متصل کے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۱) مسلمانوں آخر فتوائے مطبوعہ میں جو ہم نے علماء سے پانچ سوال اضافہ کئے تھے۔ الحمد للہ وہ ان تمام باطل خیالات کے رد کو پہلے ہی حاوی ہوئے تھے جناب مجیب اور ان کے مقررین بکجیب نے جو جو بے معنی شبہ پیش کئے ان سب کا پیشگی رد ان سوالات میں موجود ہے جب تو حضرات نے ان کے جواب سے پہلو تہی کی جن پرستی تو یہ تھی کہ پندرہ سوالات کا رد پندرہ سوال ہیں (۲) عجمی کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر ۲ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں کیاں ہوتی تھی ۳ فقہ حنفی کی معتد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو مستحکم فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں ۴ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اس پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریفہ و احکام فقہ سب کے خلاف پڑھائے تو وہاں مسلمانوں کی پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا دینا ۵ نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام امم کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو ۶ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علماء کرام کسے اشادات و روایات عقائد و محبت پر یا وہاں کے تنخواہ داروں کی فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث و فقہ ہوں ۷ سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم کی اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ نہ کی جائے گی یا مردہ سنت اس وقت مردہ کہاں گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو

سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی ۸ علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں۔ اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعراض ہو سکے گا۔ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی ۹ جن مسجدوں کے پنج میں حوض ہے اسکی فصیل کا کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں ۱۰ جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ ہے گا وہاں کیا کرنا چاہیے۔ امید کہ دسوں سوالوں کا جہاد جواب مفصل مدلل ارشاد ہو بنیاد وجود۔ یہ دس سوال مستفی کی جانب سے مرکزی دارالافتا دہلی شریف میں پیش ہوئے جن کے جوابات حضرت مفتی صاحب نے دئے۔ اور جوابات کے بعد آخر میں تحریر فرمایا: مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں، دیکھ لو تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کیا ہے۔ تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے حضرات علمائے اہلسنت سے معروض حضرات اہل سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے سے لے لے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کہنا ہے۔ آپ کے رب کا حکم ہے تو او تو اعلیٰ الیہ و التقریٰ اور آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں ہے۔ بے تکلف سناں حق فرما اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جہاد جواب ارشاد ہوں۔ اور ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی علا اشارت موجود ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے: ۱ کیا تحمل صریح کا مقابل ہو سکتا ہے ۲ تھریکات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط عمل و حقی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے ۳ اذان ۴ تجویز فرض ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجالاتے ہیں یا سب نہیں کیا یہ سوالات مع ان دس سوالات مستفی کے جوابات کیا ساتھ بارہا بریلی شریف سے ملک میں پھیلے اور اب بھی جیسے وہ مبارک فتویٰ دیکھنا ہوتا وہی مرضوبہ جلد دوم



اور احکام شریعت حصہ دوم اور علمائے دین کے متفقہ فتاویٰ ملاحظہ کرے مگر آج تک کسی اذانی نے ان پندرہ سوالوں کا جواب نہ دیا اور نہ اذانیوں میں ان سوالات کے جواب دینے کی ہمت ہے۔ خدا و ربّ دھرمی کا علاج نہیں "محب غفرلہ"

جواب ہم نے مانگا تھا منصفانہ ان کا جواب دیتے پھر اگر کوئی سنبھل رہا ہے پیش کرتے مگر پتا کہاں سے بغضِ تلّٰی ہم نے پہلے ہی ان کے انتہائی خیالات کا احاطہ کر لیا تھا پھر ان کا جواب دینے کے بعد کچھ خلاف نویسی کی گنجائش کہاں رہتی۔ لہذا میری تحریر کتراتے ہی بنی۔ یقین نہ آئے تو اب سے پندرہ سوالوں کے صاف صاف جواب بے پھر بھار دے کر اس آئینہ میں اپنی تحریروں جواب و تصدیقات سب کا منہ دیکھ لیجئے۔ اگر ایک شبہ بھی بچ رہے تو گلہ کرنا اب میں یہ دکھاؤں کہ اس قدر نا انصافیاں اڑھ کر بھی رہا ہوتا ہے جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب دامت فضاہم جناب حبیب موقوفان عجیب نے سنت کے مٹانے عوام کو بہلانے کو کیا کچھ ناگفتی چالیں چلیں۔ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کی عمر خدمتِ مذہب اہلسنت و دفعِ ضیالین کفر و بدعت میں گزری۔ اس کی برکت نے انھیں محفوظ رکھا کہ نہ فقہ کو کا یا پلٹ کیا نہ ائمہ پر بیتان لیا نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء اٹھایا۔ نہ خیالات میں الٹی سمجھ اوندھے مطلب کا رنگ دکھایا۔ انھوں نے یہ بھی نہ فرمایا کہ زمانہ اقدس میں کیا تھا یہ بھی نہ فرمایا کہ کتب فقہ میں منع یا حکم نہیں لکھا۔ حدیث اتنا فرمایا کہ ہمارے یہاں علمد آمد اس پر ہے یہ بالکل سچ ہے اور عبارت بھی کسی کو خط کے انداز میں لکھی کہ اما بعد از جانب غیر سلامت اللہ واضح ہوتا کہ تصدیق فتویٰ کے رنگ سے الگ رہے جہاں مخالفین علماء کے لطائف کو کیا سمجھیں بلکہ خدا انصاف دے تو حضرت مولانا نے سمجھ وال کو حکم جان لینے کا راستہ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حدیث و فقہ کی بحث تھی حضرت مولانا ان سے منہ رکھتے تو ضرور لکھتے مگر ان کے دین و دیانت ان کے صدق و امانت نے انھیں جھوٹ بولنے، افتراء گزرنے دھوکے دینے سے بچایا۔ فقط اپنے یہاں کے علمد آمد کا ذکر فرمایا یعنی اے سائلو! دین و عقل رکھتے ہو

تو سمجھ لو کہ حدیث و فقہ کا اعتبار ہے یا اپنے علمد آمد کا الحق عالم حقانی کی شان یہی ہے کہ اگرچہ کسی وجہ سے کچھ کرے مگر شریعت پر غلط افتراء نہیں باندھنا واللہ الحمد اور حضرات نے جو جو خونِ انصاف کئے ان کی اجمالی فہرست عرض کروں۔

سلف پر افتراء، ائمہ پر افتراء، محققین پر افتراء، روایات پر افتراء، نصوص پر افتراء، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء، عیارات میں قطع برید، بلکہ مرد و دوسے مذکر لانا اور رد کو الگ چھپانا، دلیل و رد میں تمیز نہیں، حکم و نکتہ میں امتیاز نہیں، جزم و امکان میں فرق نہیں، مانع و ممتنع کی پہچان نہیں، راوی جھول و متروک کی شناخت نہیں صرف و محتمل کا ادراک نہیں، عیادت و اشارات کی معرفت نہیں، مفید و مہمل میں تفریق نہیں بلکہ مضر و نافع کی سمجھ نہیں، محض شمع زوری سے بے معنی حدیث کی تحریف، خفی کہلار فقہ حنفی کے مقابل ایک شافعی عالم سے استناد اور وہ بھی نزلحط القتاد۔ کثیر کتب فقہ کے رد کو ایک غیر فقیہ کتاب سے استناد اور وہ بھی محض بے بنیاد۔ میں ان بیسیوں باتوں کا ثبوت پیش کروں اس سے یہ بہتر کہ انشاء اللہ الحکیم خدوان صاحبوں کے منہ منوالوں، میرے پندرہ سوال پہلے کے ہیں، آگے چلوں اگر بے پھر بھار سوالوں کے جواب دے تو بوجہ تلّٰی سب دیکھ لیں گے کہ وہ بیسیوں باتیں کیسے روشن طور پر ثابت ہو گئیں اور کھل گیا کہ حضرات نے اس تحریر میں کیسی دین و دیانت کو بیٹھ دی اور اگر پہلے کی طرح اڑان کھانی سے کام لیا تو الحمد للہ میں حق واضح کر چکا۔ واللہ رب العالمین۔

جناب مولانا مولوی عبدالغفار خان صاحب۔ سلام علیکم۔ مزاح شریف۔ جناب کے مصدقین میں جو دیوبندی و غیر مقلد صاحبان ہیں آپ ہی کے صدق میں انثار العزیز ان کی بھی خبر لی جائے گی۔ ورنہ میں پہلے ہی فتوے میں حضرات علمائے اہلسنت کی تخصیص کر چکا۔ زیادہ عرض آپ سے ہے اور یوں بھی کہ آپ ہی اصل حبیب ہیں، اوریوں بھی کہ عبارتیں آپ ہی نے پیش کی ہیں جن سے عوام سمجھیں کہ آپ کتاب سے کہا ہے میں سچ عرض کرتا ہوں

کہ آپ کی تحریر اگرچہ نہ ہوتی تو میں ہرگز آپ کے اغلاط شائع نہ کرتا۔ کاش آپ صاحب دوستان در دل پر نظر رکھ کر مجھ سے باہم طے کر لیتے مگر جب آپ کی تحریر چھپ چکی تو رد شائع نہ کرنے میں گمراہی عوام ہے لہذا مجبوری ہے میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اس تحقیق امر ذہنی کو قاطع حجت قریبہ نہ ٹھہرائیے۔ الحمد للہ آپ بھی کسی میں بھی کسی فرعی فقہی اختلاف ہوا ہی کرتے ہیں، ہاں آپ نے بعض وہابیہ کی خواہش کے مطابق خلاف ظاہر کیا اور انھیں مدد دی اور باہم طے ہونے سے پہلے چھپوا دی یہ ضروری غلطی ہوئی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

تین سوال ابتدائی، قبل اس کے کہ بعد نہ عز وجل ان سوالات کا سلسلہ شروع کروں جن کو دعویٰ علم و دیانت کی آنکھیں کھلیں، پہلے تین سوال عرض کروں جن کو ہمارے علوم بھائی بھی سمجھ لیں۔ پھر تو انشاء اللہ تعالیٰ علم کا میدان ہے اور ہمارے قلم کا جولان و باللہ التوفیق علیہ السلام سوال ۱۷ جو حدیث موقوف اور شروع بخاری و مشکوٰۃ کی عبارتیں آپ نے پیش کیں یہ بعد تعالیٰ آگے دکھاؤں گا کہ وہ حدیث کسی ضعیف اور ان عبارتوں میں آپ نے کیا کیا کاروائی کی او کیسے خوش فہمی برقی، ٹھوڑی دیکھو ان تمام قابل اعتراضوں سے قطع نظر ہی ہی تو آپ کو حق دوستی کی قسم ایمان ایمان سے کہنا اگر آپ ایک مسئلہ پر صحاح کی حدیث مرفوعہ اور بارہ کتب فقہ حنفی کی تصریح تحریر کیں ان میں صاف صاف حکم مسئلہ لکھا ہو اور ایک شخص آپ کے خلاف مسئلہ بتائے اور اس پر ایک عبارت فقہ بھی نہ لاسکے صرف غیر صحاح کا ایک اثر موقوف اور دو شروع حدیث کی ایک جدا عبارت جس میں حکم مسئلہ کی کہیں تصریح نہیں سامنے لائے تو کیا یہ ضعیفوں کے نزدیک جواب ہو گیا یا عقل و علم و دیانت سب کو جواب۔ کیا جو عوام ایسے مقابلہ پر کودیں اور فتویٰ کے جواب میں فتویٰ سمجھیں وہ احمق عقل و ہمت دھرم ہیں یا نہیں۔

سوال ۱۸ مسئلہ اشارہ میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشادات جلد اوّل مکتوب ۳۱۲ میں آپ کی نظر سے فرو گندے ہوئے نہیں صراحتہً اقرار فرمایا ہے کہ دوبارہ اشارہ بہت عزیز نہیں ہیں مگر اولاد میں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے مانا اور اسے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ

کا بھی قول بتایا۔ اور علمائے خفیہ نے اس پر فتویٰ بھی دیا تو حدیثوں میں بھی ہے، فقہ میں بھی ہے، فتویٰ میں بھی ہے۔ بایںہ صرف اس وجہ سے کہ ظاہر الروایۃ میں نہیں اس پر عمل جائز نہ رکھا اور فرمایا ہم مقلدوں کو جائز نہیں کہ حدیثوں پر عمل کر کے اس پر حجت کریں اب اسے اپنے مسئلہ سے ملا دیکھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے نام کو ایک حدیث نہ نام کو کسی کتاب فقہ میں حکم بھلا فتویٰ تو بڑی چیز ہے پھر آپ کو کیونکر حلال ہوا کہ بغلاف تصریحات فقہ ایک اثر موقوف اور دو شروع حدیث کی عبارتیں دکھائیں، ان میں بھی ایک مشافہی المذہب کی اور ان کے سبب تمام تصریحات کتب فقہ کو پیٹھ پیچھے ڈال دیں اور پھر آپ کی مقلدی برقرار۔

سوال ۱۹۔ اشارہ درکنار امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے میں کتنی صحاح احادیث ہیں، حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی پڑھنے کو چاہتا تھا مگر محض اس وجہ سے کہ فقہ حنفی کے خلاف ہے نہ پڑھتے اور فرماتے "نقل المذہب الحادست" مذہب سے عدول کرنا لحد کا کام ہے دیکھو حضرت کا رسالہ مبدع و مواد، کیا آپ بارہ کتب فقہ حنفی کے خلاف ایک اثر موقوف دو شروع حدیث پیش کر کے مقلدیت و مجددیت دونوں کو استغفار دینا گوارا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہیں یہ فتیہ آپ کے نلم سے کسی وہابی نے تو نہیں نکھڑیا بہر حال کچھ بھی ہو اب ذرا آپ حضرات سنبھل کر ہوشیار ہو جائیں کہ ظاہر سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ و باللہ التوفیق۔ ۶ ربیع الاول شریف ۱۲۷۲ھ روزِ جان افروزہ و خیر مبارک ۱۳۳۲ھ

### دوسرا حصہ بنام تاریخی (سوالات قاہرہ) درزبر و بینات

سوال ۱۹۔ آپ نے فتح الباری سے ایک اثر موقوف منسوب بامیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا اور فتح الباری میں جو اس کا حال بتایا تھا تو یہ کسی کتاب میں ہے اور خود کیسا ہے سب حذف فرما دیا جناب اگر فتح الباری کی پوری عبارت نقل فرماتے یا اس اثر ہی کے معنی سمجھتے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مروی کتاب صحاح کو مقابل

اسے پیش کرتے شرم فرماتے نہ وہ حدیث ابوداؤد کے مقابل ہو سکتا ہے نہ اس میں کوئی حرف اس سنت کے خلاف نہ آپ کو مفید غرض نہ روایت مقبول نہ روایت معقول مگر حدیث صحاح وفقہ حنفی دونوں کا رد ضرور اولاً کیا عبارت فتح الباری کا آغاز یہ نہ تھا کہ فی تفسیر جویر عن الصادق عن زیاد عن جرد بن سنان عن محمول عن معاذ آپ نے عن معاذ سے عبارت شریف کی اور اوپر کے جملے چھوڑنے جن سے واضح تھا کہ یہ روایت تفسیر جویر کی ہے اور تفسیر جویر بہت نامعتبر کتاب ہے۔ آپ کو نہیں معلوم کہ ائمہ نے جویر کو شدید الضعف متروک کہا ہے اور راوی من دونہ ہے تو اس کی تعین پھر توثیق آپ پر تھی کیا احکام میں مجہول یا مجروح سے احتجاج جائز ہے یہ آپ کی پہلی قطع برید ہوئی۔

سوال ۲۱ - ثانیاً کیا فتح الباری میں اس عبارت کے متصل یہ الفاظ نہ تھے و هذا منقطع بلین محمول و معاذ یہ روایت محمول و معاذ کے درمیان منقطع ہے۔ فتح الباری میں جو اس پر صریح جرح فرمادی تھی یہ بھی آپ نے حذف فرمادی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ روایات منقطعہ جب حدیث متصل منقطع کے محاض ہو یا بالاتفاق مردود ہے یہ دوسری قطع برید ہوئی۔

سوال ۲۱ - ثالثاً۔ اسی پر بس نہیں اس کے متصل ہی فتح الباری میں اس روایت کی صاف بے ثبوتی بیان فرمادی تھی کہ دلایث۔ یہ روایت ثابت نہیں جناب نے اسے بھی اڑا دیا یہ تین قطع بریدیں ہوئیں۔

سوال ۲۲ - رابعاً فتح الباری نے تاریخی واقعات سے وہیں اس کی بے ثبوتی کا ثبوت دیا تھا کہ لات معاذ اعات خرج من المدینۃ الی الشام فی اول صفر و الثامن و استمر الی مات الشام فی طاعون عمواس۔ یعنی شروع خلافت صدیقی میں ملک شام پرچہاد کا آغاز ہوا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جہاد میں مدینہ طیبہ سے شام کو چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ طاعون عمواس میں شہید ہوئے، انھوں نے خلافت فاروقی میں مدینہ طیبہ دیکھا ہی نہیں کہ یہ روایت بیان فرماتے جناب نے اسے بھی اڑا دیا یہ چار قطع بریدیں ہوئیں۔

سوال ۲۳ - خامساً اس کے متصل ہی فتح الباری میں تھا وقد تواسر دت الی الی ان عثلت هو الذی زادہ فھو المحدث یعنی اور بیشک پے درپے روایات آئی ہیں کہ پہلی اذان امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے زیادہ فرمائی تو اسی پر اعتماد ہے کیا انھوں نے نہ بتایا کہ یہ روایت نہ فقط شاذ بلکہ منکرونا قابل اعتماد ہے۔ جناب نے اسے بھی اڑا دیا۔ یہ پانچ قطع بریدیں ہوئیں۔ شاید جناب کے خیال میں یہ تھا کہ فتح الباری دنیا میں آپ ہی کے پاس ہے

سوال ۲۴ - سادساً مولانا ان تمام قطع بریدوں سے آپ نے فائدہ کیا یا یا۔ نہایت یہ کہ ایک از ضعیف نا ثابت منکر غیر معتبر کو ثابت و معتبر ٹھہرا لیں اچھا یوں ہی پھر حاصل تو بتائیے اس میں کون سا حرف مسجد کے اندر اذان ہونے کا ہے اگر میں یہ یہ لیجئے تو یہ وہی دم بے اصل ہے جسے خود قرآن عظیم کی بکثرت آیات کریمہ رد فرما رہی ہیں۔ اور اگر یہ کہیے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مؤذنون کو حکم فرمایا کہ مسجد سے باہر اذان کہیں تو اس سے یہ سمجھنا کہ دوسری اذان مسجد کے اندر ہے۔ مفہوم مخالفت ہوا اور وہ بھی سب میں ضعیف، سب میں ردی، مفہوم لقب جسے خفیہ تو قطعاً مانتے ہی نہیں۔ صرف بعض حائل قائل ہوئے۔ یاد قاف مشافعی یا مند ادمالک و لب اور کتب خفیہ میں اس پر یہاں تک انکار فرمایا کہ مفہوم لقب مانا جائے تو معاذ اللہ کلمہ طیبہ کفر ہو جائے (دیکھو توضیح تلویح وغیرہ کتب اصول) تو کیا حدیث صریح صحاح و تصریحات کتب معتدہ فقہ حنفی کے رد کو ایک ایسی پوچھ پچرتا کا دامن پکڑنا ایک خفی کو زیب دیتا ہے۔

سوال ۲۵ - سابعاً مولانا یہ تو ایسی صاف بات تھی کہ ایک جاہل سے پوچھئے تو وہ بھی بتائے مثلاً بادشاہ دیوان خانہ میں ہو اس کا برونی دروازہ بالکل محاذات میں ہے جہاں سے چوہدری حاضران دربار کو لاتا اور نگاہ رد و عرض کرتا ہے تین سفیر آئے ہیں ایک دروازہ تک



پہنچا دوا بھی یا ہرٹیں۔ اسوقت بادشاہ انھیں پوچھے تو کیا نہ کہا جائے گا۔ ایک حضور کے سامنے ہے اور دو باہر حاضر ہیں۔ یا فارسی میں یکے پیش روئے منورست، دو بیرون دیوار، یا عربی میں احدھم بلیت یدع الملک وانتات خارج المحضرۃ۔ کیا کوئی عاقل اس سے یہ گمان کرے گا کہ یہ جیسے ہیں یہی کہا جوف مکان میں ہے دروازہ محاذی پر نہیں۔

سوال ۲۶۔ تاہنا مولنا آپ نے اندر باہر کے محاورات نظر کی نہ ہی جانا کہ اذان کس معنی پر باہر ہے کیا مسجد کے دو اطلاق نہیں۔ ایک موضع صلاۃ فصلیں دیواریں، دروازہ سب اس معنی پر مسجد سے خارج ہیں اور اسکے تواریج۔ دوسرا چار دیواری مسجد پر مافیہاں معنی وہ سب داخل مسجد ہیں۔ کیا خود قرآن عظیم میں یہ دونوں محاورے موجود نہیں۔

النابیجر مسجد اللہ من امتہ باللہ یہ بنا پر موقوف نہیں دیکھو حدیث ترمذی وابن ماجہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لحد صلاۃ صوامع وبيع وصلوات ومسجد ہم بنا ہی کے لئے ہے بمعنی دوم وہ اذان جدید خارج مسجد تھی اور اذان بین ید یہ داخل بمعنی اول خارج مسجد تھی اور اسی قدر اسے درکار ہے بلکہ یہاں تیسرا اطلاق اور ہے۔ قنائے مسجد کو بھی مسجد کہتے ہیں ولسا مختلف اس میں جا سکتا ہے اور اس وقت بھی وہ مختلف فی المسجد ہی کہلائے گا ولہذا منارہ پر جو اذان ہوا اسے یہی کہیں گے چلو مسجد میں اذان ہوئی یہ کوئی نہیں کہتا کہ چلو مسجد کے باہر اذان ہوئی یہاں پھر رد المختار میں ہے لوصعد ای المتکلف المنادۃ لم

یفسد بالاخلافت وانت حات باجھا خارج المسجد لا یغفامنہ لانه یمنع فیہا من کل ما یمنع فیہ من البول ودخو فاشہ نہ ادیہ من ذوا یا المسجد اب تو اہر بہت واضح ہے مگر فقہ کیلئے مسجد درکار ہے مولنا متدل بنا ذرا کارے دارد اور وہ بھی حدیث صحاح و توحفی دونوں کے رد کو سوال ۲۷۔ تا سعا ہمیں احتمال ہی کافی تھا نہ کہ خود آپ کی پیش کردہ روایت میں خارجاً من المسجد کے ساتھ حتی لیسع الناس موجود جس نے کھول دیا کہ خارج مسجد بیرون

حدود ہر طرف ہے کہ دور واول کو آواز پہنچے جس طرح امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درواریں دلوائی کہ مدینہ طیبہ کے بازار کا نام ہے۔

سوال ۲۸۔ عائشہؓ۔ کیا ہمارے فتوئے اول میں امام ابن الہمام کا کلام نہ دیکھا کہ فی المسجد ای فی حد و دہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ ان تمام رہنماؤں کے بعد بھی اس اثر سے اذان ثانی کو جوف مسجد میں ٹھہر لینا نری و ضعیف کاشتی کے سوا کیا ہے آپ کے تمسک بالاثار کے باطل ویے اثر کرنے کو تلک عشرۃ حاصلہ مبارک

سوال ۲۹۔ مولنا آپ نے اس اثر ضعیف و مشکوفا معتبر کی حالت دیکھی کہ اس میں بھی ایک حرف تک مسجد کے اندر اذان ہونے کا مفید نہیں۔ لے دیکھ ہی آپ کہ ہاتھ میں تھا وہ بھی گیا۔ اب تو فرمائیے کہ آپ کا فرمانا "اذان ثانی مسجد میں ہوتی ہے یہی طریقہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتر ہوا یا نہیں؟ سوال ۳۰۔ افتر تو یہ بھی تھا کہ جس بات کا ثبوت حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ہو۔ اسے حضور کی طرف بالجزم نسبت کر دینا کہ وہ جس کے خلاف کا ثبوت ہوا یہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو بل افتر ہوا یا نہیں؟

سوال ۳۱۔ آپ خود جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتر ایسی سخت شدید اعظم آفت ہے۔ میں نہیں کہتا کہ آپ قصد اس کے مجوز ہوئے ہوں معاذ اللہ یہ تو وہابیہ کی شان ہے۔ جاہل سا جاہل سنی بھی اسے روانہ رکھے گا۔ آپ تو ماشار اللہ سنی عالم ہیں۔ مگر جلد کاری و غلط فہمی اور اللہ و رسول معاف فرمانے والے ہیں۔ لہذا حق و دوستی کے لئے بہت منت سے معروض کہ اب مطلع ہو کر توبہ فرمائیے اور جس طرح اس کا وقوع علانیہ ہوا چھپ کر بتا تو یہ بھی چھاپ کر بانٹیں کہ ہمارے آپ کے مولائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ خفیہ گناہ کی توبہ خفیہ اور علانیہ کی توبہ بھی علانیہ۔ کیا جناب کی حق پرستی سے امید نہ ہو کہ آپ

اس سے انکار اور اس پر اصرار نہ فرمائیں گے۔ دیکھئے آپ کا رب عزوجل فرماتا ہے لیسر علی ما فعلوا وھم یعلمون ۵

سوال ۳۳ فتح الباری میں یہاں اس کی بحث ہے کہ اذان اول امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زائد کی یا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان ثانی کے اندر باہر ہونے کا یہاں کچھ ذکر نہیں۔ ابن حجر وہ اثر اس کے بیان کو لائے کہ برخلاف روایات مشہورہ ایک اثر میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زائد فرمانا آیا پھر اس اثر کا رد کیا۔ پھر عطا سے اس کی تائید نقل کی پھر اس کا رد کیا پھر یہ تطبیق نکالنی چاہی جسے اپنے نقل کیا جس کا حاصل یہ کہ ممکن ہے زمان فاروقی میں اذان سے پہلے کوئی اعلان بے اذان ہوتا ہو اور یہی ابتدائے خلافت ذی النورین میں رہا۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بالفاظ اذان کر دیا ہو۔ فرمائیے۔ اس کلام کو اس سلسلہ سے کیا علاقہ پھر اس کا لانا، سطریں بھرنے اور عوام کو یہ وہم دلانے کے سوا کیا ہے کہ اس سطر میں کی سطر میں عربی عبارتوں کی ہیں یہ آپ کی پہلی بھرتی ہے۔

سوال ۳۴ پھر یہاں فتح الباری نے مہلب سے نقل کیا کہ اذان ثانی یہاں اس لئے لکھی گئی کہ لوگ جان لیں کہ خطیب منبر پر بیٹھا تو خطبہ کے وقت خاموش سنیں۔ پھر کسی روایت میں اسحق اسی حدیث البوداؤد بخوالطہانی وغیرہ سے اس کا رد کیا کہ یہ اذان تو دروازہ مسجد پر ہوتی تھی تو ظاہر یہ ہے کہ مطلق اعلام کے لئے تھی نہ خاص چپ کرنے کو ذرا خدا کو مان کر اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت ایک نظر پھر دیکھ لیجئے کہ امام ابن حجر تو اس روایت ابن اسحق کو حجت بنا رہے ہیں اس کی سند سے مہلب کا قول رو کر رہے ہیں کہ فیہ نظر فان فی سیاق ابی اسحق کانت یؤذن علی باب المسجد فالظاہر انہ کانت لمطلق الاعلام لا تخصوص الانصات اور آپ عین استدلال میں نتیجہ کو دلیل سے توڑ کر علی باب المسجد پر ختم کرتے اور فالظاہر کو جو اس روایت ابن اسحق پر تصریح تھی اسی کا رد ٹھہرائے

دیکھئے علی کہ فرماتے ہیں "علامہ ابن حجر اس شبہ روایت ابن اسحق کا یہ جواب دیتے ہیں فالظاہر انہ کانت لمطلق الاعلام ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولنا اگر سمجھ گئی حالت ہے کہ نتیجہ کو دلیل سے جواب دلیل کا رد ٹھہرائے تو سوار ان اللہ وانا الیہ راجعون اور اگر دیدہ و دانستہ یہ کاروائی ہے تو سوا لکھ بار ان اللہ وانا الیہ راجعون مولنا میں جانتا ہوں کہ ایسے فاحش نا فہمی پر اگر آپ کا کوئی کافیہ خوا ظالم اڑے تو شاید اس بر سخت غضب کی قمچی پڑے پھر آپ سے عجب اور کر رہا عجب اور جب آپ ہی ایسی ٹھوکرین کھائیں تو آپ کے خورے پر قصد یقین کرنے والوں سے کیا شکایت کہ وہ تو آپ ہی کی ہاں جی بجالائے ہیں، منطقیوں، فلسفیوں کو بھی نہ سوچھی کہ کیا اندھیر کھاتا ہے۔ یوں خالی زلیات میں بال کی کھال نکالنے کا دعوے ہے۔

سوال ۳۵۔ جانے دیجئے یہ صریح باطل حدیث کی نا فہمی بھی اودھ لیجئے کہ ابن حجر فالظاہر سے روایت ابن اسحق کا جواب دے رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپ کا افتراء اب بھی ثابت رہا۔ آپ جواب ابن حجر سے سند لارہے ہیں ابن حجر حدیث اذان اول تک علی باب المسجد کو مسلم رکھتے اور اس کی وجہ قصد اعلام بتاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ صدر خلافت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک اذان خطبہ بیرون مسجد ہی ہوا کی تو مسجد میں ہونے کو آپ کا فرمانا کہ یہی طریقہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے، آپ ہی کے منہ سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افتراء صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افتراء خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء ہوا یا نہیں۔

مولنا تصور موافق۔ آپ بھی شیروں سے شکار چھیننے چلے ہیں غرض یہ جناب کی تیسری بھرتی تو اور اتنی چھری ہوئی۔ رہا انصات و اعلام کا خرشہ اسکی سیئے۔ سوال ۳۶ اولاً کیا جناب حقیقت کو بالکل استغفہ دے بیٹھے جو ایک عام

غیر خفی سے نقل کرنے چلے کہ اذان ثانی اعلام کو نہیں اور آپ کے کتب مذہب میں صریح تصریح ہے کہ وہ بھی اعلام کو ہے۔ ہدایہ و کافی و تبیین و عنایہ و بحر و درختار و غیرہ میں ہے واللہ للبحر شکر اور مشروع کافی اذات الجمعہ کا نہ اعلام الغائبین فتکریرہ مفید لاحتمال عدم سماع البعض شرح تنویر میں ہے (الاذات اعلام مخصوص) نہ یقل بدخول الوقت لیعم الغائبة و ہین یدعی الخطیب۔

سوال ۳۷۔ ثانیاً کیا اعلام بعد اعلام ناممکن ہے یہ تو خلاف اجماع امت ہے۔ ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ ثبوت اعلام بعد اعلام ہے اور علمائے امت کے اس میں دو قول ہیں مکروہ یا مستحب اور دونوں فرع وجود ہیں۔ محال مکروہ ہو سکتا ہے نہ مستحب تو بالا جماع اذان ثانی بھی اعلام ہے۔ اب ایک غلط بات کی اتباع میں نہ صرف خفیت کا خلاف بلکہ اجماع کا خرق ہوگا۔ کیا آپ نے حدیث اتقوا نامة العالمہ نہ سنی۔

سوال ۳۸۔ ثالثاً اعلام رکن اذان ہے اذان کا اس سے السلاخ کیونکر ممکن رہا مختار میں ہے۔ لایسمی اذاناً شرعاً لعدم الاعلام اصلاً۔

سوال ۳۹۔ رابعاً روح عمل اس کا مقصود ہے۔ شک نہیں کہ اذان خطبہ زمانہ رسالت میں اعلام کو تھی۔ اگر اذان اول کی زیادت سے صرف انصاف کو ردہ جاتی تو مقصود بدل جاتا تو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شے زیادہ نہ فرمائی بلکہ خدا اللہ اصل سنت کو بدل ڈالا کہ اس کی صورت رہ گئی اور معنی فوت ہوئے یہ کیونکر معقول ہے سوال ۴۰۔ خامساً بغرض باطل یوں ہی سہی پھر کون سی دلیل شرعی ہے کہ انصاف کی اذان داخل مسجد ہو۔ حماؤا برہا حکمہ اگر منبر کی آواز باہر تک جائیگی تو ضرور باہر کی منبر تک جائے گی۔ پھر وجہ تخصیص کیا اور اگر نہ جائے گی تو باہر ہی

والے زیادہ محتاج انصاف ہیں کہ اندر والے تو امام کا منبر پر جانا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اپنی ہی عبارت منقولہ دیکھتے جسے ابن حجر نے بھی بعد حدوث اذان اول مسلم رکھا کہ لیعرف الناس بجلوس الامام علی المنبر فینتوت۔ لوگوں کو معلوم ہو کہ امام منبر پر بیٹھا تو چپ رہیں اس کی حاجت اندر زیادہ ہے یا باہر۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ باہر ہی ہے نہ اندر۔ غرض ایسی بے معنی دے حاصل بات ایک غیر خفی سے نقل کر کے فقہ خفی کی روشن تصریحوں کو اس سے رد کرتے ہوئے ایک خفی عالم کو شرم چاہیے خصوصاً حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان عظیم تہدیدوں و وعیدوں کے بعد ایک مجذبی کو بس اور کیا کہوں سو اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو ہدایت دے۔ آمین

۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

### تیسرا حصہ

## بنام تاریخی (سوالات قاضی) وزیر بریت

سوال ۴۱۔ پھر فتح الباری کی ایک اور عبارت نقل کی کہ امیر المؤمنین نے پنجگانہ پر قیاس فرما کر اذان اول حادث فرمائی، اور روبرو خطیب کی اذان باقی رکھی، کہئے اس سے کیا نکلا یہ جناب کی چوتھی بھرتی ہے۔

سوال ۴۲۔ نہیں نہیں یہ بھی نرسی بھرتی نہیں بلکہ الٹی مضر ہے۔ اگر یہ اذان اعلام کو نہ ہتی تو جو خصوصیت جمعہ زمانہ اقدس میں تھی کب باقی رہی۔

سوال ۴۳۔ پھر شرح مشکوٰۃ کی عبارت نقل کی کہ جب لوگوں کی کثرت ہوئی اور اذان روبرو سے خطیب کی آواز سب اہل مدینہ کو نہ پہنچی یا جب لوگوں نے اول وقت سے حاضر ہو جانا ترک کر دیا۔ تو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے



اذان اول زیادہ فرمائی۔ کہیے اس میں کیا ہے۔ کیا اندر باہر کا ذکر ہے۔ یہ جناب کی پانچویں بھرتی ہے۔ شاید یہ سمجھے ہوں کہ اندر ہی کی اذان ایسی ہوگی کہ سب شہر کو نہ پہنچے دروازہ مسجد پر ہوتی خواہ مخواہ سارے شہر میں پہنچ جاتی۔ اس عقل کا علاج تجربہ کر دیکھا دروازہ کی بھی ایک اذان شہر بھر کو ہرگز نہ پہنچے گی۔ سرکار مدینہ طیبہ کی آبادی خود زمانہ رسالت میں دور دور تک تھی۔ خلاصہ امام مہمودی میں ہے وحت تأصل ما ذکرنا فی الاصل من منازل القبائل من المهاجرین مع منازل قبائل الانصار علم عظیم مستحق۔

سوال ۴۴۔ پھر اسی کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں اس کی بحث ہے کہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اذان ثانی جمعہ کا خطیب کے سامنے ہی ہونا سارے سے بدعت ہے ان کے نزدیک زمانہ اقدس میں یہ اذان بھی منارہ پر ہوتی تھی نہ محاذات خطیب میں۔ امام ابن الحاج مکی مالکی مدخل میں فرماتے ہیں۔ ان السنة فی اذان الجمعة اذا صعد الامام علی المنبر ان يكون المؤذن علی المنار كذلك كان علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی بکرو و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ علامہ یوسف سقطی مالکی حاشیہ جو ہر ترکیب شرح عثمانیہ میں فرماتے ہیں۔ الاذان الثانی کان علی المنار فی الزمان القديم وفعلہ بنین یدی الامام مکروہ کما نص علیہ البوزنی وقد فقه عن مالک وفعل علی المنار والامام جاشن هو المشروع اھ سکندر۔ توضیح امام خلیل بن اسحاق سے مجموعہ امام ابن القاسم تلمیذ امام مالک و کافی امام ابو عمر یوسف مالکی کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں۔ واقعی یہی وہ بات ہے جس پر اور علماء یہاں تک کہ خود بعض مالکیہ نے انکار فرمایا اور ثبوت دیا کہ زمانہ اقدس میں یہ اذان امام کے روبرو ہی ہوتی تھی نہ منارے پر اور اس کے ثبوت کو وہی حدیث

ابن اسحاق پیش کی جو ہم نے اپنے فتوے میں لکھی اور بلاشبہ یہ بات کہ زمانہ اقدس میں یہ اذان خطیب کے محاذات میں ہوتی تھی جو اس کا ثبوت حدیث سے دینا چاہئے اسے اسی حدیث ابن اسحاق کا دامن تھامنا ضرور ہے اسے رد کر کے حدیث سے بین یدی کا ثبوت نہ ملے گا۔ اب اس کے بیان میں ائمہ کا کلام سنئے۔ امام ابو عمر ابن عبد البر کتاب الاستذکار پھر امام خلیل شرح ابن الحاجب پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی شرح میں فرماتے ہیں۔ واللفظ لحدیث (قال الشیخ خلیل اختلف النقل بل کان یؤذن بنین یدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ وسلم اور علی المنار الذی نقلہ اصحابنا انہ کان علی المنار نقلہ ابن القاسم عن مالک فی المزمع ونقل ابن عبد البوقی کافیہ عن مالک ان الاذان بلین یدی الامام یس من الامر القديم وقال غیرہ ای غیر مالک (وهو اصل الاذان فی الجمعة و كان الفیل صاحب تہذیب الطالب) لعبد الحق دو المارزی و فی الاستذکار ان هذا لا یثبت علی بعض اصحابنا فانکرات یكون الاذان یوم الجمعة بلین یدی الامام کان فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی بکرو و عمر قال وهذا قول من قل علمہ بالاحادیث وعانہ یعنی الداودی ثم استشهد فی الاستذکار (بحديث السائب بن یزید المرزوقی فی البخاری ثم قال وقد رفع الاستذکار فیہ ابن اسحق عن زھری عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بنین یدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی بکرو و عمر رضی اللہ عنہما) والمیوم الجمعة والی بکرو و عمر (کلام التوضیح اہ باختصار ملاحظہ ہو یہی وہ کلام ہے جس کا خلاصہ علی قاری نے لانا چاہا۔ یہاں اس اذان کو روبرو سے امام نے ان کے مسجد کے اندر باہر ہونے کی بحث نہیں کی ہے ہمارے مسئلہ سے علاوہ ہو گیا۔ سرکار کی بحث ہے کہ جہور مالکیہ اس کے روبرو سے امام ہونے ہی کو بدعت کہتے ہیں۔ اس کا

بھی منارہ ہی پر ہونا سنت جانتے ہیں اور اسی کو اپنے امام مذہب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں یہ حدیث سے ناواقف ہے۔

سائب بن یزید کی حدیث سے جس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ ابن اسحاق نے اس کی روایت میں واضح کر دیا ہے کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صلیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں خطیب کی خدات میں ہوتی تھی، انتہی۔ بس اتنی بات ہے اور اتنی بحث ہے مسجد کے اندر ہونے کا اس میں کوئی لفظ ہے۔ مالکیہ نے روئے امام ہونے کا خلاف کیا۔ محققین نے اس کا رد کیا چشم مارو شن دل ماشاد۔ ہم خود کہتے ہیں کہ روئے امام ہونا سنت ہے پھر کیسے اس میں ہمارا کیا خلاف ہے اور آپ کے اس ادعائے باطل کا کیا ثبوت ہو اور اذان ثانی مسجد میں ہوتی ہے ہی طریقہ سنوں ہے۔ اور اگر کسی نے اس کے خلاف کیا ہے تو اس کا علمائے محققین نے رد کیا ہے۔ یہ علماء محققین پر انرا ہوا یا نہیں۔

سوال ۴۵۔ طرفہ یہ کہ محققین کا یہ کلام ان کی یا اور علماء کی کتابوں سے نقل نہ کیا جن میں اسے مقبول رکھا ہو نقل فرمایا تو مرقاة سے جس میں اسے صراحتہ رد کر دیا ہے اور لطف تریہ کہ ساتھ ہی وہ رد بھی نقل کر دیا کہ "ولیس فی روایۃ البخاری ما یقتضی شیئ من ذلک" یعنی یہ جو ابن عبد البر وغیرہ نے جمور مالکیہ پر اعتراض کیا۔ کیا کہ اذان خطیب کی خدات ہی میں ہوتی تھی جیسا کہ حدیث بخاری کا مقتضی ہے۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں، بخاری کی روایت اصلاً اسے سختی نہیں کہ اذان امام کے سامنے ہو۔ اب فرمائیے یہ الشامی لنت سے استناد ہوا یا نہیں اگر کہتے ہیں محققین کے کلام سے کام ہے اگرچہ علی قاری نے اس کا رد کیا تو جناب اس رد کو کیوں نقل کر لائے۔ اگر کہتے ہیں ہماری چٹھی بھرتی تھی تو جناب بھرتی تو لغو و بے سلاقتہ بات ہوتی ہے۔ یہ تو جناب کو مضرت تھا جس کے حوالے سے کوئی کلام مستند کو لائے اسی کے کلام میں اسی کا رد موجود ہے

تو اس کو بچا جانا خیانت ہوتا اور نقل کر دینا خود اپنی بنا ڈھانا محریہ کہ رد کا رد کر دیتے اگر کہتے ہیں علی قاری کے رد کی طرف اسلئے توجہ نہ کی کہ اتنے محققین کے مقابل تنہا ایک کی بات کیا قابل التفات، تو جناب قاری کی اتنی بات کہ بخاری کی روایت امام کے سامنے اذان ہونے کی اصلاً مقتضی نہیں۔ یقیناً سچی ہے اور نہ مانے تو اب کسی حدیث بخاری سے ثبوت دیجئے کہ یہ اذان امام کے سامنے ہوتی۔ پھر حق بات کیوں ناقابل التفات۔ اگر کہتے ہیں علی قاری کو کلام محققین نقل کرنے میں سخت اشتباہ ہوا، محققین نے یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ حدیث بخاری کا مقتضی ہے بلکہ بخاری کا توڑ پٹا دیا تھا کہ اصل حدیث اس میں بھی ہے اور سند لائے تھے۔ روایت ابن اسحاق سے کہ اس نے امر و افح کر دیا ہے تو جناب اب ٹھکانے سے آگئے اور ظاہر ہو گیا کہ محققین نے روایت ابن اسحاق کو اپنی حجت بنایا ہے نہ کہ اس کا رد فرمایا ہو تو علی قاری کا فادحہ کثیرت من جمہر جماعت من المالکیۃ میں حدیث ابن اسحاق کو داخل کرنا اسی سخت اشتباہ پر مبنی ہے۔ واللہ الحمد

اگر کہتے ہیں ان کثیرون اور جماعت سے ہم بار آئے ہم نے فقط علی قاری کو علمائے محققین کہا ہے انہوں نے تو اس کا رد کیا ہے۔ تو جناب یہ توجہ کو عرض کروں گا کہ قاری نے کس کا رد کیا۔ کہاں رد کیا؟ (۱) وہ لا اپنے لفظ یا فرمائیے کہ "اگر کسی نے اس کا خلاف کیا ہے تو اس کا علمائے محققین نے رد کیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ امر محض علم ساری امت مرحومہ کا ہے۔ کیا ایک اکیلے قاری کا۔ ورنہ ساری امت مرحومہ کا اجماع ہو جائے گا۔ تنہا قاری اگر علمائے محققین ہو گئے تو ساری امت مرحومہ تو نہ ہو جائیگی سوال ۴۶۔ ثانیاً قاری نے پہلے وہ قول نقل کیا کہ جمہور ائمہ مالکیہ اور خود امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ پھر کثیرین سے اس میں منازعت نقل کی، پھر اسی منازعت کا رد کیا، پھر ایک احتمالی طور پر دونوں قولوں میں قطعی سید کی کتابوں

ہو تو انھوں نے صراحتاً ان کثیرین کا رد کیا جو بین یدی کے قائل تھے نہ کہ امام مالک و مالکیہ کا جو منارہ پر ہونا مانتے ہیں، کیا آپ اسی کو امت مرحومہ کا مجمع علیہ مانتے ہیں کہ اذان ثانی امام کے سامنے نہ ہو بلکہ منارہ پر۔ یہی تطبیق وہ دونوں قولوں کے خلاف پر امت مرحومہ کا اجماع ہے یعنی نہ منارہ پر نہ امام کے سامنے بلکہ زمین پر امام کے پیچھے۔

سوال ۴۷۔ ثالثاً ممکن کہہ کر ایک احتمالی بات پیدا کرنا کیا کوئی حکم ہوتا ہے اجماع حکم پر ہوتا ہے یا کسی مشکوک بات پر۔ اجماع درکنار کیا امکان و احتمال سے کسی سنت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔

سوال ۴۸۔ رابعاً قاری کی تطبیق اول تک تو محمد اللہ تعالیٰ بالکل مطلع صاف ہو گیا۔ اور بعد کی زری بے سند تطبیق کہ ممکن کہ زمانہ رسالت میں در مسجد پر اذان بلال مجرود اعلام ہو لہذا انصاف کتنی بے اصل و ناقابل قبول اور جملہ ائمہ و علماء و شراح حدیث و روایت میرے ایک نئی راہ متروک و محذول ہے اولاً تمام احادیث و علماء بالاتفاق ناظر ہیں کہ زمانہ رسالت میں روز جمعہ ہی ایک نذر تھی کہ وقتاً جلوس خطیب ہوتی۔ اس بے معنی احتمال نے اسے اذان ہی نہ رکھا نہ کوئی اعلام کر دیا تو حاصل یہ ہوا کہ زمانہ رسالت میں جمعہ کی اذان ہوتی ہی نہ تھی۔ مولانا اسے خلاف اجماع امت مرحومہ کہتے۔ ثانیاً بغرض باطل سوء اعلام اذان سے پہلے مانے مگر یہ جو وقت منبر تھی یہ تو باجماع امت مرحومہ اذان تھی محققین نے جس روایت ابن اسحاق سے استدلال فرمایا تو صیح سے اس کی عبارت سن چکے کہ اذا جلس علی المنبر اس اذان کو مجرود اعلام سے تاویل کرنا کس درجہ باطل صریح خلاف اجماع ہے ثالثاً اعلام عمرو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قبل اذان خطبہ تھا، اس کے بعد اذان یہاں جب اذان خطبہ ہی محض اعلام ٹھہری تو یہ اس کی اصل کیونکر ہوتی، امیر المؤمنین نے اعلام سابق کو اپنا احداث بتایا اس طور پر تو خود اذان خطبہ ہی کو احداث کہنا تھا۔

رابعاً جب اعلام زمانہ رسالت میں تھا تو احداث فاروق کیونکر ہوا، اس کے بنانے کو علی قاری ایک اور امکان و احتمال نکالتے ہیں جسے آپ نے چھوڑ دیا کہ لعنہ ترک ایام الصدیق او اواخر زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایضاً فلنجد اسماء عصر بدعة یعنی شاید یہ اعلام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں متروک ہو گیا یا خود آخر زمانہ رسالت میں بھی چھوٹ گیا ہو۔ اس لئے فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بدعت کہا۔ پہلے تو اذان خطبہ کو اعلام بنایا تھا اب وہ بھی گیا۔ ویسے ہی جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ حالانکہ وہ حدیث جس میں یہ تاویل کی جا رہی ہیں زمانہ رسالت و زمانہ صدیق و زمانہ فاروق سب میں وقت خطبہ اس کی تصریح فرمادی ہے خطبہ کے وقت کی نذر ہرگز متروک نہ ہوئی، بات یہ ہے کہ علی قاری کو اس وقت نہ کلام محققین بلفظ محفوظ تھا نہ ہی یاد تھا کہ وہ خود روایت ابن اسحاق سے سند لائے ہیں نہ وہ حدیث ہی پیش نظر تھی جس پر کلام کر رہے ہیں۔ ورنہ ہرگز نہ محققین سے وہ نقل کرتے کہ یہ حدیث بخاری کا متفقہ ہو نہ ان پر اعتراض کرتے کہ ایسا نہیں نہ اذان خطبہ کو زرا اعلام ٹھہراتے نہ اسے زمانہ صدیق یا زمانہ رسالت میں بھی متروک بتاتے نہ روایت ابن اسحاق نہ محققین میں نزاع محققین بتاتے۔ روشن ہے کہ یہ سب باتیں محض بے منشا و خلاف واقع ہیں، قاری نے یاد پر یہ بحث لکھی کلام محققین میں جو حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہونا بتایا۔ اور روایت ابن اسحاق سے استناد فرمایا یہ یاد رہا کہ خود روایت بخاری سے استناد کیا اور روایت ابن اسحاق سے فقط دروازہ کا لفظ یاد رہا نہ اذا جلس علی المنبر خیال رہا کہ اذان خطبہ کو اعلام نہ کہتے نہ لفظ اداجی بکر و عصر کہ زمانہ صدیق بلکہ زمانہ رسالت میں بھی اذان خطبہ متروک نہ بتاتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے کلام سے استناد محض باطل و خطا القناداسی لئے تو حدیث میں لاکھ امتحان ارشاد ہوا



سوال ۴۹۔ سب جانے دیجئے پھر اس عبارت فارسی میں کون سا لفظ ہے کہ مسجد کے اندر اذان ہو یا زمانہ رسالت و خلافت میں مسجد کے اندر ہوتی تھی عبارت بھرمیں فی المسجد کا کہیں حرف بھی تو نہیں۔ فی حیوٰف المسجد وغیرہ تو بڑی بات ہے صرف اتنا کہ وہ ایک احتمال نکالتے ہیں کہ پہلے علی الباب ہوتی ہو پھر بین ید یہ یہ بھی ان کے صریح ذہول سہول بھول پر مبنی ہے۔ یہی روایت ابن اسحاق مروی سنن ابی داؤد یاد ہوتی تو دیکھتے کہ ایک ہی وقت میں بین ید یہ بھی ہے اور علی باب المسجد بھی پھر حدیث کتاب صحاح کا اثر معتبر ہو گیا ایک متاخر عالم کی بھول۔ یہاں تو کسی حکم کی بھی بحث نہیں جس میں آپ پادعاے تقلید ایک متاخر عالم کی پیروی میں حدیث صحیح کو رد کر دیں۔ یہاں تو واقعہ کی بحث ہے کہ زمانہ رسالت میں اذان کہاں ہوتی تھی۔ اس کا بتانے والا حدیث کے سوا کیا ہوگا۔ پھر ایک تخیل بے اصل کی بنا پر حدیث ثابت جو واقعہ بتا رہی ہے کیونکر رد ہو سکتا ہے۔

سوال ۵۰۔ آپ استدلال میں تعین مفید و رفع جملہ احتمالات خلاف کا یاں آپ پر ہے۔ علی قاری کی عبارت میں کہاں ہے کہ دروازہ محاذی پر اذان ہو تو بین ید یہ نہ ہوگی یا خاص جوف مسجد کے اندر نہ ہو تو بین ید یہ نہ ہوگی یہ تو قطعاً یقیناً معلوم و متیقن کہ علی قاری یہاں جس حدیث پر بحث کر رہے ہیں اس سے بھی ذہول کئے ہوئے ہیں۔ تو یہ ایک جدا بات ہے کہ زمانہ انور میں مسجد اہل میں شمالی دروازہ بھی تھا اگر خیال میں نہ ہو کیا دشوار ہے ان کے زمانہ سے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے مسجد کریم میں کوئی شمالی دروازہ نہ رہا تھا۔ وہاں لوگوں کے مکان بن گئے تھے۔ کما فی خلاصۃ الوفاء لہذا دروازے سے غزنی و مشرقی دروازوں کی طرف ذہن کیا اور شک نہیں کہ ان دروازوں پر اذان

ہو تو ہرگز بین ید علی الخطیب نہ ہوگی۔ ناچار روایت ابن اسحق جس سے محققین سند لائے تھے خود اسی کو ان کی منازعت میں شامل کر دیا اور اب دروازے کے لئے آپ ہی تاویلوں کا دروازہ کھولنا پڑا کہ محاذات فوت ہو کر مالکیہ کا مذہب ثابت ہوا جاتا ہے۔ کذلک یدیکم اللہ آیاتہ فی الاخلاق و فی انفسکم افلا تبصرون۔ ہکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔

سوال ۵۱۔ انصاف پر آئیے تو علی قاری کے اشتباہ کا جو منشا ہم نے احتمالاً بیان کیا خواہی نہ خواہی ماننا ہی پڑے گا کہ وہ اگرچہ عربی نہ تھے ہر اے کے ساکن تھے مگر آخر عالم متبحر تھے، مکہ معظمہ کے مجاور تھے۔ آج کل کے دو چار ہندیوں کی طرح نہ تھے کہ صحابی اہل زبان کا ارشاد سنتے جائیں کہ اذان دروازہ مسجد پر بین ید یہ تھی اور ہٹ دھرمی سے کہے جائیں کہ دروازہ محاذی پر ہوگی تو بین ید یہ نہ ہوگی۔ صحابی اہل زبان در کثرت خود قرآن عظیم کے محاورات کریمہ سنتے جائیں اور پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہ جب تک امام کی گود میں چڑھ کر نہ ہو بین ید یہ نہ ہوگی اور اگر کوئی صاحب علی قاری کو بھی اپنا ہی سایا ناچا ہیں جس سے علی قاری ضرور بیزار ہیں تو فرمائیے کہ صحابی اہل زبان کا ارشاد محترم ہے یا ایک قریب زمانہ کے عالم کا۔ نہیں نہیں یہ بتائیں کہ قرآن عظیم کے محاورات صحیح ہیں یا گیارھویں صدی کی ایک عجیب سمجھ غرض زمین سے آسمان تک اڑیے ہرگز ہرگز حدیث کا یہ ارشاد دمٹ نہیں سکتا کہ اذان دروازہ مسجد پر بین ید یہ تھی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سوال ۵۲۔ اب بھی جناب پر روشن ہوا یا نہیں کہ اب تک جتنی عبارتیں لائے سب بے کار و دور اذکار تھیں۔ اور دو شرح کتب حدیث کا بیچھا چھوڑ کر

جو ہدیہ کی عبارت لکھی یہ جناب کی ساتویں بھرتی ہوئی۔ اور درختار کی عبارت اٹھویں بھرتی کہ ان میں وہی بینید یہ ہے کہ نہ آپ کو مفید نہ ہمارے خلاف اور اسی پر کنز کا حوالہ نویں بھرتی۔ عالمگیری کا نام لینا دسویں بھرتی۔ پچھلے اس پر شروع اور اس پر بھی وغیرہ کا حوالہ یہ خدا جانے کتنی بھرتیوں کے پلٹن رسالے۔

سوال ۵۳ ذرا دیکھنا شروع کنز میں بھرتیوں نہیں کیا بھرتی وہ صریح تصریح نہیں کہ لا یؤذنت فی المسجد۔ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔

سوال ۵۴ ذرا دیکھنا کہیں عالمگیری میں بھی یہی الفاظ نہ نکل آئیں کہ لا یؤذنت فی المسجد۔ مسجد میں اذان منع ہے اب تو یہ حوالے اور الٹے پڑے مولانا فتویٰ یوں نہیں لکھا جاتا۔ ہمارا آپ کا دوستانہ ہے۔ پہلے آپس میں سمجھ لیتے تو یہ دن کیوں دیکھتے اب بھی کیا گیا ہے۔ صبح کا بھولا شام کو آئے

تو اسے بھولا نہیں کہتے

غصہ جانے دو آؤ مل جاؤ  
سنی آپس میں سب برا ہیں  
نجدیوں کو مستقر میں جانے دو  
دشمن مصطفیٰ ہیں کفر ہیں  
انکو شیطاں کا خبیث طیب ہو  
کفر کی ظلماتیں منور ہیں،  
ان سے اور مسئلہ سے کیا نسبت  
وہ تو اسلام ہی سے باہر ہیں  
نسائل اللہ الخوف والعافیة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم

۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

**QASID KITAB GHAR**  
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi  
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,  
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

**QASID KITAB GHAR**  
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi  
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,  
BIJAPUR-586104, (Karnataka)



# اذانِ خطب

از  
علی حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## فروع السنن کے امام السنن کا دہش نکاتی پرگرام

- ① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باق عہد تعلیم ہوں
  - ② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں
  - ③ مدرسوں کی سبش قرارخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں
  - ④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو تکام کے زیادہ سبب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکراں میں لگایا جائے۔
  - ⑤ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریک و تقریر و وعظاً و منظر و اشاعت دین و مذہب کریں
  - ⑥ حمایت مذہب و مذہب رسال میں مفید کتب رسال مصنفوں کو نذرانے دے کہ تصنیف کرائے جائیں
  - ⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسال عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
  - ⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نکراں دیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداد کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
  - ⑨ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
  - ⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیہ و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار شائع ہوتے رہیں۔
- حدیث کا ارشاد ہے کہ ”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و صوفی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)



دارالعلوم قادریہ صابریہ برکات رضا



**DARUL ULOOM**  
**QADRIA SABRIA BARKAAT-E-RAZA**

Peeraan-e-Kalyar Sharif, Post Roorkee - 247667 Dist. Hairdwar, Uttarakhand, (INDIA)  
Tel. : (01332) 276394 • Cell : 098970 78604  
Website : darululoomkalyar.com • E-mail : darululoom@darululoomkalyar.com

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ مین واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضاء کی دہی ۵۲ روڈ وٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی ۹